حج علمی ودینی معلومات کے تبادلہ کا بہترین موقع

سید محمد جابر جوراسی لکھنؤ

ماضی میں مسلمانوں نے دنیا کو بہت کچھ دیا، لیکن ان کا حال غیر معمولی زبوں حالی کا ان کی گزر بسر دوسروں کی نظر کرم پر ہورہی ہے اور انہیں اس حقیقت کا بالکل اندازہ نہیں ہے کہ ان کی اس حالت زار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمنان اسلام ان کا بری طرح استحصال کررہے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قدرت نے ان کی تعمیر وترقی کے لئے جو انتظامات کررکھے ہیں، ان سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت ان میں ختم ہوتی جارہی ہے۔

اس سلسلہ کی بہترین کڑی ''عبادت حج'' بھی ہے جو خود مسلمانوں کے ہاتھوں سوء استفادہ کا شکار ہے۔ ''حج'' ایک ایسی عالمی اسمبلی ہے جس میں عرصہ سے باہمی مذاکرات تعطّل کا شکار ہیں۔ ہم اگر ہوشیار وبیدار ہوتے تو تمام علمی ودینی وسیاسی میدانوں میں معلومات کے تبادلوں کے ذریعہ خود کو مضبوط ومنظّم بناتے۔ خداوند عالم رحمت نازل فرمائے، بانی انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی روح پرفتوح پر جنہوں نے مسلمانان عالم کو حج کے فیوض وبرکات کی جانب متوجہ کرتے ہوئے انہیں عرصہ حج میں مسلم یکجہتی کا مظاہرہ کرنے کی دعوت دی۔

یادر ہے کہ ہر غیر معصوم محتاج علم ہے، علم ودانش ہی نے دنیا کے بہت سے مسائل حل کئے ہیں اور نادانی وجہالت ہی نے دنیا میں بہت سے مسائل پیدا کئے ہیں۔ ان مسائل میں ایک یہ بھی ہے کہ دوسرا ہم سے زیادہ جدید علوم حاصل کرکے اپنے علم کے ذریعہ ہم پر برتری حاصل کئے ہوئے ہے، ہم کو نقصان پہنچا رہا ہے اور ہم بے دست وپا ہیں۔ جہالت کی وجہ سے ہم اس کی کاٹ نہیں کرسکتے، ایسا نہیں ہے کہ ہمارے پاس کچھ ہے ہی نہیں ہم کچھ جانتے ہی نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم میں جو جانتا ہے وہ اپنے علم وتجربہ سے اپنے دوسرے بھائی کو آشنا نہیں کرپاتا یا نہ جاننے والا اس علم ودانش کو حاصل نہیں کرپاتا۔ دراصل ہمیں صحیح اندازہ نہیں کہ قدرت نے اس سلسلہ میں ہمارے لئے کیا انتظام کررکھا ہے اور ہمارے لئے کتنی آسانیاں فراہم کردی ہیں، جن سے ہم استفادہ نہیں کرپاتے۔

حج مسلمانوں کا ایک بہترین عالمی اجتماع ہے جس میں ہر رنگ ونسل اور ہر علاقے کے

مسلمان موجود ہوتے ہیں، بشرط اخلاص اس موقع پر ہم بہت کچھ معلومات کا تبادلہ کرسکتے ہیں اور ایک دوسرے کو خطرات سے آگاہ بھی کرسکتے ہیں۔

علم حاصل کرنا بذات خود ایک بڑی فضیلت ہے اور اس کا عام کرنا کیا کہنا! امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"لو یعلم النّاس مافی طلب العلم لطلبوہ و لویسفک المھج وخوض اللجج ، ان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ اوحیٰ الی دانیال: ان امقت عبیدی الیّ الجاھل المستخف بحق اھل العلم ، التارک للاقتداء بھم، ان احب عبیدی الیّ التقی الطالب للثواب الجزیل الازم للعالماء التابع للحکماء القابل بمن الحکماء"۔

(ترجمہ) اگر لوگوں کو علم حاصل کرنے کا اجروثواب معلوم ہوجاتا تو وہ علم حاصل کرنے کی راہ میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے، چاہے اس راہ میں خون ہی کیوں نہ بہانا پڑتا یا عزت وحرمت داؤ پر لگانی پڑتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت دانیال کی جانب وحی فرمائی کہ میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ قابل نفرت وہ جاہل ہے جو اہل علم کے حق کو نہ پہچانے انہیں سبک گردانے ان کی پیروی نہ کرے اور میرے بندوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو متقی اور عظیم ثواب کا طلبگار ہو علماء کے ساتھ رہے، صاحبان علم وبرد باری کی پیروی کرے اور حکماء کی حکمتوں اور نصیحتوں کو حاصل کرنے والا اور دل وجان سے انہیں قبول کرنے والا ہو۔

سفر حج میں اگر حصول علم کی نیت بھی شامل کرلی جائے تو یقیناً اجروثواب دوبالا ہوجاتا ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام ہی کا ارشاد ہے:

"طالب العلم اذا خرج من منزلہ لم یضع رجلا علی رطب ولایابس من الارض الاسبحت لہٗ الارضوان البسبع۔

(ترجمہ) **طالب علم جب گھر سے برآمد ہوتا ہے تو** اس کے قدم کسی خشک وتر زمین پر نہیں پڑتے مگر یہ کہ اس کے لئے ساتوں زمینیں تسبیح پروردگار کرتی ہیں، جن کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

آج دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ ہے خدائے ذوالجلال والاکرام کے مقابلہ میں طاغوت کا غلبہ اور اس غلبہ کو حج کی معنویت بخوبی ختم کرسکتی ہے، شرط یہ ہے کہ حج کو فقط رسوم کا مجموعہ ثابت

کرنے کے بجائے ایک انقلاب برپا کرنے والی عبادت کا درجہ دیا جائے، ایسی عبادت جو الٰہی غلبہ کے اقرار کا ذریعہ ہے۔حضرت رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا:

(ترجمہ) جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ خداوند عالم آپ کو حکم دے رہا ہے کہ اپنے ہمراہیوں اور اصحاب کو حکم دیں کہ وہ بآواز بلند لبیک کہیں، اس لئے کہ یہ حج کا نعرہ ہے۔۳

اس نعرہ کا جز لاشریک لک (تیرا کوئی شریک نہیں) بھی ہے، جو طاغوت کا صریحی انکار ہے، ہم اگر اس موقعۂ حج پر حقائق اور اسلامی علوم کا باہم تبادلہ کر کے ایک متفقہ لائحۂ عمل سامنے لائیں کہ ہم ہر اس طاقت کا انکار کریں گے جو ہمیں معبود سے ہٹانے والی ہو۔ حج دراصل عظمت معبود کے اعتراف کا مرکز ہے، امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

جعله سبحانه، للاسلام علما وللعائذين حرماً (ترجمہ) خداوند عالم نے (حج وکعبہ کو) اسلام کا نشان و پرچم قرار دیا ہے اور اس جگہ کو پناہ لینے والوں کے لئے جائے امن قرار دیا ہے۔۴

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا:

''جعله سبحانه علامته لتواضعهم لعظمته واذا دعانهم لعزته (ترجمہ) خداوند عالم نے کعبہ کے حج کو علامت قرار دیا ہے تا کہ لوگ اس کی عظمت کے سامنے فروتنی کا اظہار کریں، اور پرودگار عالم کے غلبہ نیز اس کی عظمت و بزرگواری کا اعتراف کریں۔۵

اس کے برعکس طاغوت پرست حکمرانوں کی بیجا مداخلت کے سبب موسم حج دین کی کمزوری کا ذریعہ بنادیا جاتا ہے، جہاں یکطرفہ لٹریچر کے ذریعہ وہ باور کرایا جاتا ہے جو دین نہیں ہے۔ اگر تلخ انداز کو ترک کرتے ہوئے اور افہام وتفہیم کے لہجہ کو اولیت تک پہنچانے کے حق کو تسلیم کرلیا جائے تو بہت سے متنازعہ مسائل کے عالمی پیمانے پر حل ہونے کے امکانات موجود ہیں، صرف ایک نظریہ کی نشرواشاعت اور دوسرے نظریات کی نشرواشاعت پر قدغن کی وجہ سے ایک گھٹن کا ماحول ہے جو کبھی بھی کسی بڑے نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔ سختی سے فقط ایک نظریۂ پر زور دینے کا جو انداز ہے وہ ''افہام وتفہیم'' کے جذبہ سے عاری اور سورہ بقرہ کی آیت ۱۹۷ کے منافی ہے۔۶ جس میں ایام حج میں فسق وجدال کی شدت سے ممانعت کی گئی ہے۔

ایک اور نقصان یہ ہوتا ہے کہ اگر صحیح معلومات نہیں ہیں اور صرف رسوم پر نظر ہے تو جس مقصد کے لئے کلمہ گو جمع ہوئے ہیں اس پر حرف آجاتا ہے، یعنی حج کا مقصد تو فوت ہو ہی جاتا ہے خود

حج بھی خطرہ میں آجاتا ہے۔ اس خطرہ سے صحیح معلومات حاصل کرنے کے ذریعہ بچا جاسکتا ہے ثبوت میں ایک واقعہ نقل کردینا ضروری ہے:

عالم جلیل القدر سید عبداللہ نے کتاب شرح نخبہ میں نقل کیا ہے کہ:

(ترجمہ) ''شبلی حج کرنے کے بعد خدمت امام زین العابدین علیہ السلام میں حاضر ہوئے تو امام اور ان سے یہ مکالمہ ہوا:

امامؑ! اے شبلی ! کیا تم نے حج کرلیا ؟

شبلیؔ : فرزند رسولؐ !میں نے حج کرلیا۔

امامؑ : کیا تم میقات میں ٹھہرے اور اپنے سلے ہوئے لباس کو اتار کر غسل کیا؟

شبلیؔ : ہاں !

امامؑ : جب تم داخل میقات ہوئے تو کیا تم نے یہ نیت کی کہ میں نے گناہ ونافرمانی کا لباس اتار دیا ہے اور خدا کی اطاعت وفرمانبرداری کا لباس زیب تن کرلیا ہے۔

شبلیؔ :نہیں !

امامؑ : جب تم نے سلا ہوا لباس اتارا تھا تو کیا یہ نیت کی تھی کہ خود کو ریاو دوروئی اور شبہات وغیرہ سے دور کر رہے ہو؟

شبلیؔ :نہیں !

امامؑ :غسل کرتے وقت تم نے کیا یہ نیت کی تھی کہ تم خود کو خطاؤں اور گناہوں سے پاک کر رہے ہو؟

شبلیؔ: نہیں !

امامؑ: پھر تو تم نہ میقات میں وارد ہوئے اور نہ تم نے سلا ہوا لباس اتارا اور نہ غسل کیا۔

امامؑ: کیا تم نے خود کو پاک وصاف کیا اور احرام پہنا اور حج کا عہد وپیان (نیت وارادہ) کیا؟

شبلیؔ: ہاں !

امامؑ: کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ خود کو خالص توبہ کے نواہ سے پاکیزہ کر رہے ہو؟

شبلیؔ: نہیں،

امامؑ: احرام باندھتے وقت کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ جو کچھ خدا نے تم کو کرنے سے روکا ہے، اسے اپنے آپ پر حرام سمجھو؟

شبلیؒ، نہیں!

امامؑ: حج کا عہد کرتے وقت کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ تم نے ہر غیر الٰہی عہدو پیمان سے خودکو رہا کرلیا ہے؟

شبلیؒ: نہیں! امامؑ: پھر تو تم نے نہ احرام باندھا، نہ پاکیزہ ہوئے اور نہ نیت حج کی۔

امامؑ: کیا تم میقات میں داخل ہوئے اور دورکعت نماز احرام ادا کی! اور لبیک کہی؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: میقات میں داخل ہوتے وقت کیا تم نے زیارت کی نیت کی؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: کیا دورکعت نماز پڑھتے وقت تم نے یہ نیت کی تھی کہ تم بہترین عمل اور بندوں کی بہترین نیکی یعنی نماز کے ذریعہ خدا سے قریب ہو رہے ہو؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: لبیک کہتے وقت کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ خدا کی خالص فرمانبرداری کی بات کررہے ہو، اور ہر گناہ پر خاموشی اختیار کررہے ہو!

شبلی: نہیں!

امامؑ: پھر تو تم نہ میقات میں داخل ہوئے، نہ نماز پڑھی اور نہ لبیک کہی۔

امامؑ: کیا تم حرم میں داخل ہوئے، کعبہ کو دیکھا، اور نماز ادا کی؟

شبلیؒ: ہاں!

امامؑ: حرم میں داخل ہوتے وقت کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ اسلامی معاشرہ کے مسلمانوں کی غیبت کو خود پر حرام کررہے ہو؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: مکہ پہنچتے وقت تم نے کیا یہ نیت کی کہ تمہارا مقصود صرف اللہ ہے؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: پھر تو نہ تم حرم میں داخل ہوئے، نہ کعبہ کا دیدار کیا، نہ نماز ادا کی۔

امامؑ: کیا تم نے خانہ خدا کا طواف کیا؟ ارکان کو مس کیا، اور سعی کے مرحلہ سے گزرے؟

شبلیؒ: ہاں!

امامؑ: سعی کرتے وقت کیا تمہاری یہ نیت تھی کہ شیطان اور اپنے نفس سے بھاگ کر اپنے خدا کی پناہ حاصل کررہے ہو اور وہ غیب سے سب سے زیادہ آگاہ ہے وہ اس بات کو بھی جانتا ہے؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: پھر تو نہ تم نے خانہ خدا کا طواف کیا، نہ ارکان مس کئے نہ سعی کی!

امامؑ: کیا تم نے حجر اسود سے مصافحہ کیا، مقام ابراہیمؑ کے نزدیک کھڑے ہوئے، اور دو رکعت نماز ادا کی۔

شبلیؒ: ہاں! (پس امامؑ نے فریاد بلندی کی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ اس دنیا ہی سے کوچ کرجانے والے ہیں امام نے فرمایا آہ، آہ۔ پھر فرمایا:)

امامؑ: جو حجر اسود کو مس کرے اس نے (گویا) خدا سے مصافحہ کیا، پس اے مسکین دیکھ! اس عظیم حرمت وعزت کو ضائع نہ کر اور مصافحہ کی مخالفت، اور گنہگاروں کی مانند حرام پر عمل کرنے کے ذریعہ نہ توڑ!! (پھر امامؑ نے پوچھا) جب تم مقام ابراہیمؑ کے نزدیک گئے تو کیا تمہاری یہ نیت تھی کہ خدا کے تمام احکام وفرامین کی پابندی کروگے اور ہر معصیت ونافرمانی کی مخالفت کروگے؟

شبلیؒ: نہیں! جب تم نے دو رکعت نماز طواف ادا کی تو کیاتمہاری یہ نیت تھی کہ تم نے جناب ابراہیمؑ کے ہمراہ نماز پڑھی ہے اور شیطان کی ناک کو زمین پر رگڑ دیا ہے۔

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: پھر تو درحقیقت نہ تم نے حجر اسود کا مصافحہ کیا، نہ مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہوئے، اور نہ وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔

امامؑ: کیا تم چاہ زمزم پر گئے اور اس کا پانی پیا؟

شبلیؒ: ہاں!

امامؑ: کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ تم نے خدا کی فرمانبرداری حاصل کرلی اور اس کے گناہوں اور معصیت سے آنکھیں بند کرلی ہیں؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: پھر تو نہ تم چاہ زمزم پر گئے ہو اور نہ اس کا پانی پیا ہے۔

امامؑ: کیا تم نے صفا ومروہ کے درمیان سعی انجام دی اور ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان راہ طے کی؟

شبلیؒ: ہاں!

امامؑ: کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ تم خوف ورجاء کے درمیان راہ طے کررہے ہو؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: پھر تو تم نے صفاومروہ کے درمیان سعی نہیں کی!

امامؑ: کیا تم منیٰ کی طرف گئے؟

شبلیؒ: ہاں!

امامؑ: کیا تمہاری یہ نیت تھی کہ لوگوں کو اپنی زبان، اپنے دل اور اپنے ہاتھوں سے امان میں رکھو۔

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: پھر تم منیٰ نہیں گئے۔

امامؑ: کیا تم نے عرفات میں وقوف کیا اور جبل رحمت کے اوپر گئے اور وادئی نمرہ کو پہچانا اور جمرات کے کنارے خدا سے دعا کی؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: آیا عرفات میں وقوف کے وقت تمہیں معارف وعلوم کے ذریعہ اللہ کی معرفت ہوئی؟ اور کیا تم نے جانا کہ اللہ تمہارے نامۂ اعمال کو لے گا اور وہ تمہارے فکر وخیال سے خوب واقف ہے؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: کیا جبل رحمت پر جاتے وقت تمہاری یہ نیت تھی کہ خداوند عالم ہر باایمان مرد وعورت پر رحمت نازل کرتا ہے اور ہر مسلمان مرد وعورت کی سرپرستی فرماتا ہے؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: آیا وادیٔ نمرہ میں تم نے یہ خیال کیا کہ کوئی حکم (کسی کو) نہ دو، جب تک کہ خود (اللہ کے) فرمانبردار نہ ہوجاؤ اور نہی نہ کرو، جب تک کہ خود کو نہ روکو؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: پھر نہ تم عرفات میں ٹھہرے، نہ جبل رحمت کے اوپر گئے، نہ نمرہ کو پہچانا اور نہ دعا کی اور نہ نمرہ کے نزدیک وقوف کیا ہے۔

امامؑ: کیا تم دونشانوں کے درمیان سے گذرے اور وہاں سے گزرنے سے پہلے دورکعت نماز ادا کی؟ اور پیدل مزدلفہ گئے، اور وہاں کنکریاں چنیں اور مشعر الحرام سے گذرے؟

شبلیؒ: ہاں!

امامؑ: جب دو رکعت نماز ادا کی تو کیا نیت کی تھی کہ یہ نماز، شب دہم کی نماز شکر ہے جو ہر سختی کو دور کرتی ہے اور کاموں کو آسان کرتی ہے۔

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: جب تم دونشانوں کے درمیان سے گذرے اوردائیں اور بائیں منحرف نہیں ہوئے ہوئے تو کیا یہ نیت کی تھی کہ دین حق سے دائیں اور بائیں دل سے زبان سے اور اپنے اعضائے بدن سے منحرف نہیں ہوئے ہو؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: جب تم مزدلفہ گئے اور وہاں سنگریزے جمع کئے تو کیا یہ نیت کی تھی کہ ہر گناہ وجہالت کوخود سے دورکردیا ہے اور ہرعلم اور نیک عمل کوخود میں پائیدار کیا ہے؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: جب تم مشعرالحرام سے گزرے تو کیا یہ نیت کی تھی کہ اپنے دل کو اہل خدا کے تصور اور خدا کے خوف سے آراستہ کرو؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: پھر تو نہ تم دو پہاڑوں کے درمیان سے گذرے ہو، نہ دورکعت نماز ادا کی ہے، نہ مزدلفہ گئے ہو، نہ سنگریزے چنے ہیں اور نہ مشعرالحرام سے گزرے ہو۔

امامؑ: کیا تم منیٰ پہنچے اور جمرہ کوکنکریاں ماریں، سر کے بال اترائے اور قربانی پیش کی؟

نیز مسجد خیف میں نماز ادا کی اور مکہ واپس آکر ''طواف افاضہ'' انجام دیا۔

شبلی: ہاں!

امامؑ: جب تم منیٰ پہنچے اور رمئی جمرات انجام دی تو کیا یہ محسوس کیا تم کہ تمہاری تمنا پوری ہوگئی ہے اور خداوند عالم نے تمہاری حاجتیں پوری کردیں؟

شبلی: نہیں!

امامؑ: جب جمرات کو کنکریاں ماریں تو کیا یہ نیت تھی کہ اپنے دشمن ابلیس کو کنکری مار رہے ہو اور اپنے قیمتی حج کو مکمل کرنے کے ساتھ تم نے اسے (ابلیس کو) غضبناک کردیا ہے؟

شبلی: نہیں!

امامؑ: جب تم نے اپنے سر کے بال اتارے تو کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ بنی آدم کے گناہوں اور ان کی آلودگیوں سے پاک ہوگئے اور اپنے گناہوں سے یوں باہر آگئے جیسے تمہیں تمہاری ماں نے ابھی پیدا کیا ہے؟

شبلی: نہیں!

امامؑ: جب تم نے مسجد خیف میں نماز ادا کی تو کیا تمہاری یہ نیت تھی کہ خدائے متعال اور گناہوں کے علاوہ کسی چیز سے نہیں ڈرتے ہو اور خدا کی رحمت کے علاوہ کسی اور سے امید وار نہیں ہو؟

شبلی: نہیں!

امامؑ: جب تم نے اپنی قربانی کے حیوان ذبح کیا تو کیا یہ نیت نہیں تھی کہ حقیقی تقویٰ اور پرہیز گاری کے ذریعہ تم نے اپنی لالچ کا گلا کاٹ دیا ہے، اور جناب ابراہیمؑ کہ جنہوں نے اپنے فرزند اور لخت جگر کو قربان گاہ میں لاکر خدا سے قرب حاصل کرنے کا ایک وسیلہ اپنے بعد کی نسلوں کے لئے سبقت کے طور پر قائم کیا تھا، تم اس عمل میں ان کی پیروی کررہے ہو،

شبلی: نہیں!

امامؑ: جب تم مکہ واپس ہوئے اور ''طواف افاضہ'' انجام دیا تو کیا یہ نیت کی تھی کہ خدا کی رحمت سے کوچ کرکے اس کی اطاعت کی طرف پلٹ رہے ہو، اس کی محبت حاصل کرلی ہے، الٰہی واجبات ادا کئے ہیں اور خدا سے نزدیک ہوگئے ہو۔

شبلی: نہیں!

امامؑ: پھر نہ تو تم منیٰ پہنچے ہو نہ شیطانوں کو سنگریزے مارے ہیں ، نہ اپنے سر کے بال اتارے ہیں، نہ اپنے حج کے اعمال انجام دئے ہیں، نہ مسجد خیف میں نماز ادا کی ہے، نہ طواف بجالائے ہو اور نہ خدا کے قرب میں پہنچے ہو، واپس جاؤ کہ تم نے حج انجام نہیں دیا ہے۔

جناب شبلی اس بات پر بری طرح رونے لگے۔ انہیں احساس تھا کہ جیسا حج کرنا چاہئے تھا انہوں نے نہیں کیا اور مناسک حج واقفیت کے ساتھ انہوں نے ادا نہیں کئے۔ اس کے بعد سے آپ حج کے اسرار ومعارف یاد کرنے میں مشغول ہوگئے تا کہ آئندہ سال پوری شناخت ویقین کے ساتھ فریضہ حج ادا کرسکیں۔ ۷

اس تفصیلی روایت سے واضح ہے کہ حج صرف چند رسوم کی ادائیگی کا نام نہیں بلکہ الٰہی اور عوامی دونوں رابطوں کو استوار کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

حج ادا کرنے سے پہلے حج کے رموز واسرار پر نظر ہونا چاہئے ،صرف دینی ومذہبی معلومات ہی نہیں ، سائنس اور ٹکنالوجی کے معلومات کے تبادلہ کے ذریعہ بھی دشمنان اسلام کے مقابلہ میں مسلمان مضبوط ومتحد ہوسکتے ہیں۔ ہوسکتا ہے یہ خیال پیدا ہو کہ عوام کے ذریعہ عوام تک معلومات پہنچنے خاص طور سے جدید سائنسی معلومات کے کہ اگر یہ عام ہو بھی جائیں تو کیا فائدہ ؟ یاد رہے کہ دور حاضر میں جتنے مسلم ممالک ہیں وہ حج کے موقع پر سرکاری وفود بھی بھیجتے ہیں جن کی میزبان حکومت سعودیہ ہوتی ہے۔ اگر ان وفود کے ذریعہ مذکورہ کام لیا جائے تو یقیناً یہ سونے پر سہاگہ ہوگا۔لیکن اس کے لئے منصوبہ بندی اور ارکان وفود کے انتخاب میں بالغ نظری کی ضرورت ہوگی۔

حج ایسے بہترین موقع کو نظر انداز کرنا فلاح امت کو داؤ پر لگانا ہے، ہمیں بیدار ہونا چاہئے کہ دوسروں کے مقابلہ میں ہمارے پاس اجتماع حج ایسی مفرد دولت موجود ہے، اگر اس کے فوائد سے استفادہ کیا جائے تو ہمارا انتشار وبے چینی ، اتحاد وسکون سے بدل سکتا ہے۔ امام محمد باقرؑ کا اشارہ ہے" الحج تسکین القلوب "(ترجمہ) حج دلوں کی راحت وسکون ہے۔ ۸

امام محمد باقر علیہ السلام نے حج کو ذریعہ فلاح قرار دیا ہے۔ آپؑ کا ارشاد ہے، حج فلان ای افلح فلان، (ترجمہ) فلاں شخص نے حج کیا یعنی فلاں شخص کامیاب ہوا۔ ۹

کاش امت مسلمہ کعبہ کی مرکزیت کو دل سے قبول کرتی اور مراسم حج کے ضمن میں جو فلاح امت کے اسباق ہیں انہیں از بر کرتی تا کہ ہم دین ودنیا میں سرخ رو رہتے۔ امام جعفر صادق علیہ

السلام نے ارشاد فرمایا" لایزال الدین قائماً ما قامت الکعبة"(ترجمہ)جب تک کعبہ قائم ہے اس وقت تک دین بھی ثابت واستوار رہے گا۔ ۱۰

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

منابع:

۱۔اصول کافی، ج ۱،ص ۳۵

۲۔حیاۃ الامام زین العابدین، صفحہ ۲۳

۳۔مستدرک الوسائل، ج ۹ ،ص ۱۷۷

۴۔وسائل الشیعہ ، ج ۱۱،ص ۱۵

۵۔نہج البلاغہ، خطبہ ۱

۶۔سورہ بقرہ آیت ۱۹۷

۷۔مستدرک الوسائل ،جلد ۱۰،صفحہ ۱۶۶

۸۔بحار الانوار، جلد ۷۵،صفحہ ۱۸۳

۹۔علل الشرائع، جلد ۱، صفحہ ۴۱۱

۱۰۔اصول کافی ،جلد ۴،صفحہ ۲۷۱